درست املا کی ضرورت و اہمیت: ایک جائزہ

ہارون
پی ایچ ڈی اسکالر (اُردو)
لاہور گیریژن یونیورسٹی، لاہور

IMPORTANCE OF CORRECT ORTHOGRAPHY

Haroon
PhD Scholar (Urdu)
Lahore Garrison University, Lahore

Abstract

The structure of a word depends on its alphabetic letters. If letters are not formed in accordance with the rules of a specific language, irregularity and disharmony prevail. It affects the validity, effectiveness and beauty of its script. The primary scope of the script of a language is its correct dictation. Being the national language of Pakistan, Urdu must be written in a correct way following the set rules of its orthography in order to achieve national harmony and to promote Urdu language and literature. The article is an effort to highlight the importance of correct and valid orthography for Urdu.

Keywords:

اُردو، فارسی، لسانی نظریات، عبدالستار صدیقی، رشید حسن خان، مقتدرہ قومی زبان

درست اردو بولنے اور لکھنے کے لیے لفظوں کے صحیح املا کا علم ہونا ضروری ہوتا ہے۔اگر مفرد لفظوں کو صحیح طور پر نہ لکھا جائے تو ان سے تشکیل پانے والے جملے ٹھیک نہیں ہو سکتے اور ایسے جملوں سے جو عبارت بنتی ہے، وہ بھی کسی طور درست نہیں ہو گی۔عبارت جملوں سے بنتی ہے اور جملہ دو یا دو سے زیادہ لفظوں سے بصری روپ اختیار کرتا ہے۔اس طرح اصل اہمیت و فضیلت لفظ کو حاصل ہے۔ جاذب نظر اور موثر عبارت اسے قرار دیا جائے گا جس میں املا اور انشا کا کوئی نقص یا سقم نہ ہو۔ اس حقیقت کو بھی پیشِ نظر رکھنا چاہیے کہ اصلاح املا میں ہوا کرتی ہے، رسم الخط میں نہیں۔ وہ یا تو رہتا ہے یا نہیں رہتا۔ حرفوں کی صورتیں متعین ہیں، اس لیے رسم الخط نہیں بدلتا۔

املا میں تصحیح کی ضرورت اس لیے بھی پیش آتی ہے کہ ان جانے میں یا کسی اور وجہ سے کچھ لوگ بعض لفظوں کو غلط طور پر لکھنے لگتے ہیں۔ ابتداً ایسا کرنے والے لوگوں کا گروہ مختصر ہوتا ہے، مگر وقت گزرنے کے ساتھ ان کی تعداد بڑھتی جاتی ہے۔ لکھا ہوا سند بن جاتا ہے اور ان کو دیکھ کر بہت سے لوگ غلطیاں کرنے لگتے ہیں۔(۱)

اردو املا کے قواعد و ضوابط کے حوالے سے عام طور پر غفلت کا مظاہرہ دیکھنے میں آتا ہے۔ غفلت شعاری کو فروغ دیا گیا ہے، اسی لیے لفظوں کو من مانے طریقے سے لکھنے میں فخر محسوس کیا جاتا ہے۔ شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ بہ حیثیتِ مجموعی یورپی لسانیات بھی ایف—ڈی۔ سوسیر (Ferdinand de Saussure ۱۸۵۷ء۔۱۹۱۳ء) کے لسانی نظریات کو محور و مرکز مانتی رہی، جن کی رو سے زبان کا تکلمی پہلو بنیادی اہمیت کا حامل ہوتا ہے اور تحریر لسانیات کا موضوع نہیں ہے۔(۲) جب کہ حقیقت یہ ہے کہ تکلم اور تحریر اظہارِ زبان کے دو اہم وسیلے ہیں۔ دونوں کو ایک تجریدی حقیقت Abstract Reality کے مظاہر قرار دیا جا سکتا ہے۔ تکلم جہاں سماعی علامتوں کا سہارا لیتا ہے وہیں تحریر کا انحصار بصری صورتوں پر ہے۔ یہ ایں وجہ لسانیاتی تجزیے میں تحریر کو یکسر نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ جب تحریر کو نظر انداز کرنا ممکن نہیں تو یہ بھی ضروری ہے کہ تحریر کا املا درست ہو۔

لفظ "املا" کی تذکیر وتانیث مختلف فیہ ہے۔ فصحاے اردو میں سے بعض نے اسے بہ طور مذکر استعمال کیا ہے اور بعض نے مونث۔ اردو کے ماہرینِ لسانیات کی اکثریت کے نزدیک "املا" کی تذکیر کو ترجیح حاصل ہے مگر پنجاب کے بیشتر اہلِ قلم اسے مونث ہی بولتے اور لکھتے ہیں۔(۳)

املا کے لفظی معنی لکھنا، لکھوانا، رسّی دراز کرنا کے ہیں۔زبان کی تحریری شکل رسم الخط کہلاتی ہے، جب کہ درست طور پر حروف کی شکلوں کو ضبطِ تحریر میں لانے کا نام املا ہے۔ڈاکٹر فرمان فتح پوری (۱۹۲۶ء۔۲۰۱۳ء)اس حوالے سے رقم طراز ہیں:

> ""املا"، بابِ افعال سے عربی مصدر ہے اور عربی میں اس کا صحیح املا ہمزہ کے ساتھ اس طرح ہو گا املاء، لیکن اردو میں املا لفظ ہمزہ کے بغیر لکھا جاتا ہے—املا کے لغوی معنی ہیں لکھنا، لکھوانا اور رسّی دراز کرنا۔زبان کی اصطلاح میں "املا" سے مراد کسی لفظ کو مقررہ ضابطوں کے ساتھ اس طرح لکھنا ہے کہ بولنے اور پڑھنے میں اسے صحیح تلفظ کے ساتھ ادا کیا جاسکے۔"(۴)

ڈاکٹر عبدالستار صدیقی (۱۸۸۵ء۔۱۹۷۲ء) جیسے ماہرِ لسانیات نے سب سے پہلے اردو املا کے مسائل کی جانب توجہ مرکوز کی اور اس ضمن میں بہت سے مضامین بھی رقم کیے۔بعد ازاں رشید حسن خاں (۱۹۳۰ء۔۲۰۰۶ء) نے "اردو املا" کے نام سے ایک وقیع کتاب تحریر کی۔(۵) اردو کی جامعیت، وسعت اور اکملیت کی خاطر اس کے رسم الخط اور صحیح املا کو اپنا حقیقی اور بنیادی کردار ادا کرنا ہے کیوں کہ کسی زبان کے لکھنے کی معیاری صورت ہی کا نام رسم الخط ہے اور اس رسم الخط کے مطابق صحت کے ساتھ لکھنے کا نام املا ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ اردو کے رسم الخط کے مطابق، لفظ میں حرفوں کی ترتیب کا تعین اور اس ترتیب کے لحاظ سے اس لفظ میں شامل حروف کی صورت اور ان حرفوں کے جوڑ کا متعارف طریقہ؛ ان سب کے مجموعے کا نام املا ہے۔(۶)

کسی زبان کو لکھنے کی صرف معیاری صورت ہی کو املا کہنا چاہیے۔ اصلاحات اور توسیعات کے توسط سے املا کے مسائل زیرِ بحث لائے جاتے رہے ہیں۔ چوں کہ اردو رسم الخط فارسی سے ماخوذ ہے، جو خود عربی رسم الخط سے وضع کیا گیا ہے، اسی لیے اردو کے حروفِ تہجی بھی عربی اور فارسی کے رسم الخط

اورینٹل کالج میگزین، جلد ۹۷، شمارہ ۱، مسلسل شمارہ: ۳۶۳، سال ۲۰۲۲ء

سے لیے گئے ہیں۔ اردو رسم الخط میں مقامی زبانوں کی آوازوں کی نمایندگی کے لیے حروفِ تہجی کی تعداد کو مناسب حد تک بڑھایا گیا ہے۔جب اردو کے لیے فارسی رسم الخط کو اپنایا گیا تو مقامی زبانوں کی آوازوں کی نمایندگی کی خاطر چند فارسی کے حروف میں تھوڑی سی تبدیلی لا کر نئے حروف تشکیل دیے گئے۔ اُردو املا کی تصحیح و تہذیب کے لیے بھی فارسی کے قواعد و ضوابط کو پیشِ نظر رکھا جاتا ہے۔ ڈاکٹر اصغر علی بلوچ، ڈاکٹر سید علی نقوی کے حوالے سے رقم طراز ہیں:

> "جہاں تک اردو املا کا تعلق ہے یہ بڑی حد تک فارسی اور عربی املا کے اصول کے تابع ہے۔ لیکن یہاں بھی دوسری زبانوں سے الفاظ اخذ کرتے وقت اپنے ذاتی مزاج اور طبیعت کو ملحوظ رکھنے کے اصول کے مطابق اردو نے فارسی اور عربی کے اصولِ املا سے کہیں کہیں گریز اور انحراف کیا ہے۔"(۷)

یہ بھی ایک تلخ حقیقت ہے کہ اب تک زیادہ توجہ رسم الخط کی اہمیت وافادیت اور ترمیم و تنسیخ پر مرکوز رہی ہے اور املا کے موضوع کو نظر انداز کیا جاتا رہا ہے۔ حالاں کہ یہ ایک حقیقی نوعیت کا اہم مسئلہ ہے اور نظر انداز کیے جانے کے لائق نہیں ہے۔ رسم الخط یہی رہے گا یا تبدیل ہوگا، اس بحث کو جلد ختم ہونا تھا، ہوگئی۔ مگر املا نویسی اور اس کے قواعد و ضوابط کے سلسلے میں جس قدر سنجیدگی، توجہ اور انہماک کی ضرورت تھی، نہیں دی گئی۔ جس کے باعث من مانی، نراج، انتشار اور غیر یکسانیت کو فروغ ملا۔ ابھی تک اردو املا کے اصولوں کا تعین نہیں کیا جا سکا ہے۔ اس حوالے سے کچھ اصول و ضوابط موجود ضرور ہیں مگر ان کو اس طرح سے منضبط شکل میں پیش نہیں کیا گیا کہ ہر خاص و عام، محقق و نقاد اور مصنف و مؤلف ان سے مستفید ہو سکیں۔ نصابی کتب، اخبارات اعلیٰ ڈگریوں کے لیے لکھے گئے مقالے اس تلخ حقیقت کے شاہد ہیں کہ املا کے حوالے سے یہاں من مانی، عدم دل چسپی اور عدم توجگی کے روّیے کو برتا گیا ہے۔ کتابت اور طباعت کے شعبوں میں املا کے اصول و ضوابط کی عدم پیروی کا چلن عام سا ہو گیا ہے۔ اس فکر و نظر کے عملی انتشار کا نتیجہ یہ ہے کہ اردو میں ایک ہی لفظ کو کئی کئی طریقوں سے لکھنے کا رواج زوروں پر ہے۔ یہ روش اور انداز اردو زبان و ادب کی تہذیب و ترتیب کے لیے انتہائی مہلک اور ضرر رساں ہے۔

اردواملانویسی کے اصول وضوابط کے اطلاق وانسلاک کی اہمیت بیان کرتے ہوئے،ڈاکٹر فرمان فتح پوری رقم طراز ہیں:

"اردو کے قواعد واصول بنیادی طور پر زبان ہی کے قواعد واصول ہیں۔ جب تک یہ قواعد واصول مرتب ومقرر نہ ہوں اور اور زبان کے رسم الخط یا تحریر میں ان کی پابندی نہ کی جائے، حقیقی معنوں میں نہ تو کوئی زبان ترقّی کر سکتی ہے اور نہ اس کا کوئی بلند معیار قائم ہوسکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کی ساری ترقّی یافتہ زبانوں میں املا (SPELLING) کے ضابطوں کی سختی سے پابندی کی جاتی ہے۔ کسی لفظ کا تلفظ (PRONUNCIATION)اپنے مروّج املا سے خواہ کتنا ہی مختلف کیوں نہ ہو، لیکن اس کا جو املا (SPELLING) مقرر ہے اور متعین ہے،اسے اسی طرح لکھیں گے۔"(۸)

اعلی مقاصد کے حصول ہی سے اعلی شخصیت کا وجود ممکن ہوتا ہے۔ محض مادیت کے علاوہ انسان اپنے ذوقِ جمال کی تسکین بھی چاہتا ہے۔ وہ اپنے اعلی اور قابلِ تحسین ذوق کو دوسروں تک پہنچا کر دلی اطمینان اور راحت محسوس کرتا ہے۔اس طرح وہ اس روحانی مسرّت میں دوسروں کا اشتراک، انسلاک اور شمولیت چاہتا ہے۔اعلی افکار و نظریات، فکر و فن اور جذبات واحساسات کے ساتھ ساتھ اعلی ذوق کی تبلیغ، ترویج اور اشاعت کا موثر اور دیرپا ذریعہ تحریر ہے۔

محض گفت گو، ہوا میں تحلیل ہوسکتی ہے مگر تحریر دوام پاتی ہے۔(۹)ایک موثر رسم الخط اور املا نویسی کے اصول وضوابط کی پابندی کے توسط سے فکر و فن، علم و فلسفے اور حکمت ودانش کی طباعت واشاعت احسن انداز میں ممکن ہوتی ہے۔ تخیل ومحاکات کی ترتیب وتہذیب سے انسانی رویّوں کی شناخت اور درجہ بندی آسان ہوجاتی ہے۔ اصول وضوابط کی روشنی میں لکھی گئی تحریر فکر و نظر میں وسعت اور ترفّع کا سبب بنتی ہے۔ عمومی تحاریر کے علاوہ تخلیقی و تحقیقی تحریروں کے لیے جہاں پر سکون اور مثبت سوچ درکار ہوتی ہے،وہاں لفظوں کا درست انتخاب بھی یقیناً ضروری ہوتا ہے۔ اور لفظوں کی تشکیل حروف اور ان کی درست ترتیب پر منحصر ہوتی ہے۔

اورینٹل کالج میگزین، جلد ۹۷، شمارہ ۱، مسلسل شمارہ: ۳۶۳، سال ۲۰۲۲ء

اردو اپنی ساخت اور صوتیات کے نقطۂ نظر سے رواں اور ٹھوس زبانوں کی صف میں شامل ہے۔ اب یہ ترقّی اور اٹھان کی اس منزل تک رسائی حاصل کر چکی ہے جہاں زبان کے مرنے کا کوئی امکان نہیں ہوتا بل کہ پھلنے پھولنے اور آگے بڑھنے کے یقینی امکانات ہوتے ہیں۔ یہ بھی ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ اردو پاکستان کی قومی زبان ضرور ہے مگر پاکستان میں اکثریت کی مادری زبان نہیں۔ لیکن یہ ہر گھر میں بولی اور سمجھی ضرور جاتی ہے۔ یہ پاکستان کی دوسری زبانوں کے اثرات کی بنا پر ایک (LINGUA FRANCA) کی حیثیت اختیار کر چکی ہے لہٰذا ملکِ پاکستان کی بقا، سالمیت اور قومی یک جہتی کے لیے، قومی سطح پر اردو کو رابطے کی زبان رکھنا ضروری ہے۔ اسے تعلیم و تحقیق اور فکر و فلسفے کی زبان کے طور پر وسعت دینا ہوگی۔ تعلیمی اور تحقیقی کارکردگی کے موثر ابلاغ کے لیے ایک منظم رسم الخط کے علاوہ ایک منضبط املا نویسی کا نظام بھی ضروری ہوتا ہے۔ اردو کو ایسی علمی وسعت اور کشادہ دامنی درکار ہے جو ایک طرف تو عربی، فرانسیسی اور انگریزی کے معیار کی ہو اور دوسری طرف اصطلاحاتی سطح پر عام فہم ہو، مگر اس تمام تر لچک دار روّیے کے باوجود اپنے بنیادی ڈھانچے سے انحراف نہ کرے۔ (۱۰)

املا میں مرورِ ایّام کے ساتھ ساتھ تبدیلیاں اور تغیّرات رونما ہوتے رہتے ہیں اور یہ ایک فطری مظہر ہے۔ لفظ "پہنچے" کو پہلے "پہونچے"، "اس" کو "اوس" اور "سے" کو "سیں" لکھا جاتا رہا ہے۔ زندہ زبانیں اس تغیر و تبدل کے لیے اپنا دامن کشادہ رکھتی ہیں۔ کسی لفظ کے مرّوجہ املا کے خلاف جانا، زبان کے حق میں ضرر رساں ثابت ہوتا ہے۔ کسی لفظ کا جو املا عمومیت کے توسط سے لسانی اور قومی مزاج کا حصّہ بن جائے، اسی کا انتخاب ضروری ہوتا ہے۔ در حقیقت طرزِ املا کا انتخاب واستعمال ابلاغ کی خاطر کیا جاتا ہے۔

اردو کے ہم آواز حروفِ تہجی کو بھی مردہ لاشیں قرار نہیں دیا جاسکتا اور نہ ان سے جان چھڑانا ممکن ہے، کیوں کہ یہ حروف اردو کے لسانی مزاج سے مطابقت اختیار کر چکے ہیں۔ ان ہم آواز حروف کے حوالے سے شمس الرحمٰن فاروقی (۱۹۳۵۔ ۲۰۲۰ء) کا موقف ہے:

> "بعض لوگ اردو کے حروفِ تہجی کو "سائنسی" بنانے کے دعوے کے ساتھ "فضول" یا "فالتو" حروف کو نکالنا چاہتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ جب "ز" موجود ہے تو

"ذ،ض،ظ" فالتوہیں۔ وقس علٰی ھذا۔ بہت سے استدلال اس "اصلاحی" کوشش کے خلاف لائے جا سکتے ہیں اور لائے گئے ہیں۔ لیکن بنیادی بات یہی ہے کہ زبان کا صحیح پن (Validity) رواجِ عام سے قائم ہوتا ہے۔ رواجِ عام کے خلاف جانا زبان کے ساتھ ظلم کرنا ہے۔"(۱۱)

امتدادِ زمانہ کے ساتھ اخذ و قبول کی وجہ سے لفظوں کی شکلیں کیا سے کیا ہو جاتی ہیں اور تلفظ بھی متاثر ہوتا ہے۔

دخیل الفاظ کے بارے میں ایک مربوط، قابلِ عمل اور واضح پالیسی اختیار کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ اس ضمن میں ماہرینِ لسانیات کا یہ موقف تسلیم کیا جانا چاہیے کہ دخیل الفاظ کا املا اور تلفظ وہی اختیار کیا جائے جو اہلِ زبان میں رواج پا چکا ہو۔ گویا الفاظ کا تلفظ اور املا وہی درست کہلائے گا جسے اہلِ زبان کی تائید حاصل ہے۔ املا کا کسی لفظ کے لیے جو قاعدہ طے پا جائے اس کی تقلید اور پیروی نہ کرنا زیادتی ہے۔ من مانی اور خود پسندی سے تو مختلف علاقوں اور مختلف مکتبِ فکر کے حامیوں میں ایک ہی زبان کے لکھنے کے بہت سے انداز رواج پا سکتے ہیں۔ ایسی صورت میں سہولت اور قبولِ عام کو پیشِ نظر رکھا جائے تو بہتر ہے۔(۱۲) ڈاکٹر فرمان فتح پوری، انشاءاللہ خاں انشا کے حوالے سے رقم طراز ہیں:

"جو لفظ اردو میں آیا وہ اردو ہو گیا۔ خواہ وہ لفظ عربی ہو یا فارسی، ترکی ہو یا سریانی، پنجابی ہو یا پوربی۔ اصل کی رو سے غلط ہو یا صحیح، وہ لفظ اردو کا لفظ ہے۔ اگر اصل کے خلاف ہو تو بھی صحیح۔ اس کی صحت اور غلطی اس کے اردو میں رواج پکڑنے پر منحصر ہے۔ کیوں کہ جو چیز اردو کے خلاف ہے وہ غلط ہے گو اصل میں صحیح ہو اور جو اردو کے موافق ہے وہی صحیح ہے خواہ اصل میں صحیح نہ بھی ہو۔"(۱۳)

اردو کے بہت سے شعرا اور ادبا نے اردو املا نویسی میں صحت اور درستی کے حوالے سے اپنا بھرپور کردار ادا کیا۔ بیسویں صدی سے قبل سراج الدین علی خان آرزو(۱۶۷۹۔۱۷۵۶ء)، انشاءاللہ خان انشا، مرزا اسد اللہ خاں غالب(۱۷۹۷۔۱۸۶۹ء) اور امیر مینائی (۱۸۲۹۔۱۹۰۰ء) نے انفرادی سطح پر متحرک رہے۔ تاہم جب بیسویں صدی میں تحریر اور طباعت کی رفتار کی وجہ سے اردو املا میں

انتشار اور بگاڑ نے زیادہ شدّت اختیار کر لی تو انفرادی کے بہ جائے اجتماعی سطح پر اصلاحِ املا کی تحریک نے زور پکڑا۔ پاکستان میں مقتدرہ قومی زبان (ادارہ فروغِ قومی زبان) اور بھارت میں اردو بورڈ نے اس حوالے سے مختلف سیمی نار منعقد کیے اور سفارشات کو کتابی صورت میں شائع کیا۔ ان سفارشات کی روشنی میں تحریر کردہ کتابیں اور تحقیقی مضامین موجود ہیں جو اردو املا میں یک رنگی اور یکسانیت کے لیے اصول و معیار فراہم کر سکتے ہیں۔

ان قواعد و ضوابط کے اصولوں کی روشنی میں عوام الناس کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیا جانا چاہیے۔ موجودہ املائی مسائل کے حل کے لیے احسن مارہروی، ڈاکٹر عبدالستار صدیقی، رشید حسن خاں، آلِ احمد سرور (۱۹۱۱۔۲۰۰۲ء)، مسعود حسین خان (۱۹۱۹۔۲۰۱۰ء)، مسعود حسن رضوی ادیب (۱۸۹۳۔۱۹۷۵ء)، پنڈت برج موہن دتاتریہ کیفی (۱۸۶۶۔۱۹۵۵ء)، مولوی عبدالحق (۱۸۷۰۔۱۹۶۱ء)، سید ہاشمی فرید آبادی (۱۸۹۰۔۱۹۶۴ء)، وہاج الدین (۱۹۵۴ء)، گوپی چند نارنگ (۱۹۳۱ء) اور پروفیسر غازی علم الدین جیسے زبان دانوں اور سخن شناسوں کی تحقیقی تصنیفات اور تالیفات کو مشعلِ راہ بنایا جاسکتا ہے۔

ہر بڑی زبان مثلاً عربی، فارسی، فرانسیسی اور انگریزی نے زبان کے قاعدے مقرر کر رکھے ہیں اور ہر لکھنے والا ان قاعدوں کی پابندی کرتا ہے۔ اردو والے اس حوالے سے خود کو کسی اصول اور ضابطے کا پابند نہیں سمجھتے۔ حالاں کہ دنیا کی ترقی پذیر اقوام لفظوں کی لکھاوٹ میں ضروری ترامیم اور اصلاح کا عمل بھی جاری رکھتی ہیں۔ اردو املائی مسائل کے حل میں ایک رکاوٹ یہ بھی ہے کہ ایسے لوگوں کی تعداد بہت کم ہوتی ہے جو صحت اور اصول پر نظر رکھتے ہیں۔ بڑا گروہ مقلدوں یا عادت کے بندوں کا ہوتا ہے۔ اور پھر اس کے تدارک اور اصلاح کی ذمے داری اہلِ تحقیق پر عائد کی جاتی ہے۔ (۱۴)

ان املائی مسائل کا حل صرف اس طور پر ممکن ہے کہ اہلِ علم، اہلِ قلم اور اہلِ دانش علمی انجمنیں تشکیل دیں اور اپنے فرائض کا احساس کر کے، املا کے اصول و ضوابط پر عمل درآمد یقینی بنائیں۔ اشتہار بازی (Advertisement) کی صنعت نے بھی املا کے حوالے سے بگاڑ اور انتشار کو بڑھاوا دیا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ جہاں بھی اس طرح کی کمی کوتاہی کی نشان دہی ہو تو اس کے تدارک کے

لیے میدانِ عمل میں آیا جائے اوراس قومی فریضے سے پہلو تہی ہر گز نہ برتی جائے۔ اخبارات کی اس حوالے سے درجہ بندی کی جائے۔ اخبارات میں راہ پاجانے والی املا کی اغلاط کی نشان دہی اور درستی کے لیے، باقاعدہ ایک مہم چلائی جائے۔ املا کے اصول وضوابط ملحوظ رکھنے کے لیے اخبارات کی نہ صرف حوصلہ افزائی کی جائے بل کہ ان کے ساتھ علمی تعاون بھی کا جائے۔ اس سلسلے میں علمی، ادبی انجمنیں اور اہلِ دانش و بینش اپنا بھرپور کردار ادا کریں۔

مختلف درجوں اور سطحوں کے اردو کے نصاب میں لفظوں کی لکھاوٹ کے دوران املا کے اصول وضوابط کی نہ صرف پیروی کی جائے بل کہ ان اصول وضوابط کی ضرورت واہمیت پر مشتمل مضامین، نصاب کا حصّہ بنائے جائیں تاکہ تعلیم یافتہ اور دردِ دل رکھنے والا طبقہ، نہ صرف اس موضوع کی اہمیت وافادیت سے آگاہ ہو بل کہ ہراول دستے کے طور پر املائی انتشار اور بے ضابطگی کے خاتمے کے لیے جدوجہد اور مساعیِ جمیلہ کا حق ادا کرے۔ یہ ایثار درست املا کی ترویج واشاعت کے لیے یقیناً قابلِ تقلید اور قابلِ تحسین ثابت ہوگا۔ نصابی کتب کی اشاعت کو املائی اغلاط سے پاک رکھنے کے لیے پوری ذمے داری نبھائی جائے تاکہ اردو تشکیلِ پاکستان کے علاوہ تعمیرِ پاکستان کا فریضہ بھی احسن طریقے سے انجام دے سکے۔

☆☆☆☆☆

حوالے

(۱) رامے، محمد عرفان، عبارت کیسے لکھی جائے؟ (لاہور: رابعہ بک ہاؤس، سن ندارد)،۸۔

(۲) ملک، نذیر احمد، اردو رسمِ خط ـــ ارتقا اور جائزہ (لاہور: الوقار پبلی کیشنز، ۲۰۱۸ء)،۴۔

(۳) طالب الہاشمی، اصلاحِ تلفظ و املا (لاہور: القمر انٹرپرائزز، سن ندارد، طبع سوم)،۱۶۔

(۴) فرمان فتح پوری، اردو املا اور رسم الخط (لاہور: الوقار پبلی کیشنز، ۲۰۱۳ء)،۱۲۔

(۵) اصغر علی بلوچ، چہار رنگ (فیصل آباد: بیپں بکس، ۲۰۱۷ء)،۳۳۔

(۶) رشید حسن خاں، اردو املا (لاہور: فکشن ہاؤس، ۲۰۱۳ء)،۲۲۔

(۷) اصغر علی بلوچ، چہار رنگ،۳۴۔

(۸) فرمان فتح پوری، اردو املا اور رسم الخط،۶۔

(۹) امجد جاوید، لکھاری کیسے بنتا ہے؟ (لاہور: علم و عرفان پبلشرز، ۲۰۱۲ء)،۲۶۔

(۱۰) فاروق چودھری، پروفیسر، اردو آموز (اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۲۰۱۷ء)، ۳۴۔

(۱۱) فاروقی، شمس الرحمٰن، لغاتِ روزمرّہ (کراچی: آج کی کتابیں، طبع چہارم، ۲۰۱۲ء)، ۶۱۔

(۱۲) بدرالحسن، صحتِ الفاظ، (دارالنوادر، ۲۰۱۷ء)، ۱۱۔

(۱۳) فرمان فتح پوری، اردو املا اور رسم الخط، ۱۰۔

(۱۴) رشید حسن خاں، اردو املا، ۱۰۔

❖❖❖